شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر

قیمت پیشگی عام سے ... سالانہ
اور خواص اور معاونین جو کچھ
لطف فرماویں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمی دیگر
بہشتی دیگر و ابلیس دیگر آدمی دیگر

نمبر ۱ | قادیان دارالامان ۲۰ رمضان سنہ ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۱ع | جلد ۵

بقیہ مضمون چٹھی نمبر ۶ مولانا مولوی حضرت عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سلمہ ربہ

جو ایک منٹ بھی اپنے متوسلین سے غافل رہے۔ ہاں پھر فرمایا ہدایت اور تربیت حقیقی خدا کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیئے۔ آپ نے قطعی طور پر فرمایا اور لکھ کر بھی ارشاد کیا کہ ہمارے مدرسہ میں جو استاد مارنے کی عادت رکھتا اور اپنی اس ناسزا فعل سے باز نہ آتا ہو اُسے یک لخت موقوف کر دو۔

فرمایا ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں بس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالے پر رکھتے ہیں جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا وقت پر سرسبز ہو جاوے گا۔

برادران۔ حضرت اقدس کے اس عمل سے سبق لینا چاہیئے۔ ہماری جماعت میں بعض ایسے بھی ہیں جو بڑے بڑے اونچے دعوے کرتے اور معرفت کی بڑی منزلوں کو طے کر جانے کے مدعی ہیں مگر اشتعال کے وقت اور پھر ادنیٰ سی باتوں پر درندے بن جاتے ہیں اور اپنے بچوں سے ان کا سلوک اچھا نہیں۔ وہ مارنے کو فرض جانتے ہیں اور اس پر بڑے دلائل لاتے ہیں امید ہے کہ اس کے بعد تبدیلی کریں گے۔

حضرت مکان اور لباس کی آرائش اور زینت سے بالکل غافل اور بے پروا ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے حضور اقدس کا یہ پایہ اور منزلت ہے کہ اگر چاہیں تو آپ کے مکان کی اینٹیں سنگ مرمر کی ہو سکتی ہیں اور آپ کے پا انداز سندس و اطلس کے بن سکتے ہیں مگر بیٹھنے کا مکان ایسا معمولی ہے کہ زمانہ کی عرفی نفاست اور صفائی

مراد علی

کا ان دادہ تو ایک دم کے لئے وہاں بیٹھ ناپسند نہ کرے۔ میں نے بارہا وہ تخت لکڑی کا دیکھا ہے جس پر آپ گرمیوں میں باہر بیٹھتے ہیں اُس پر مٹی پڑی ہوئی ہے اور میلا ہے جب بھی آپ نے نہیں پوچھا اور جو کسی نے کبھی خدا کا خوف کرکے مٹی جھاڑ دی ہے جب بھی التفات نہیں کیا کہ آج کیسا صاف اور پاک ہے غرض اپنے کام میں اس قدر استغراق ہے کہ ان مادی باتوں کی مطلق پروا نہیں۔

جب مہمانوں کی ضرورت کے لئے مکان بنوانے کی ضرورت پیش آئی ہی بار بار یہی تاکید فرمائی ہے کہ اینٹوں اور پتھروں پر پیسہ خرچ کرنا عبث ہے اتنا ہی کام کرو جو چند روز بسر کرنے کی گنجایش ہو جائے نجار نے بندیاں اور تختے رندے سے صاف کرنا چاہا تھا روک دیا اور فرمایا یہ محض تکلف ہے اور ناحق کی دیر لگانا ہے مختصر کام کرو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہمیں کسی مکان سے کوئی اُنس نہیں ہم اپنے مکانوں کو اپنے اور اپنے دوستوں میں مشترک جانتے ہیں اور بڑی آرزو ہے کہ مل کر چند روز گذارہ کرلیں۔ اور فرمایا میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔

برادران۔ یہ باتیں سچی ہیں اور واقعات ان کے گواہ ہیں۔ مکان اندر اور باہر نیچے اور اوپر مہمانوں سے کشتی کی طرح بھرا ہوا ہے اور حضرت کو بھی بقدر حصہ رسدی بلکہ تھوڑا سا ایک حصہ رہنے کو ملا ہوا ہے۔ اور آپ اُس میں یوں رہتے ہیں جیسے سرائے میں کوئی گذارہ کرتا ہے اور اُس کے جی میں کبھی نہیں گذرتا کہ یہ میری کوٹھڑی ہے۔

لباس کا یہ حال ہے کہ پشمینہ کی بڑی قیمتی چادر ہے جس کی سنبھال اور پڑتال میں ایک دنیا دار کیا کیا غور و پرداخت کرتا اور وقت کا بہت سا حصہ بے رحمی سے اسی کی پرستش میں صرف کر دیتا ہے حضرت اُسے اس طرح خوار کر رہے ہیں کہ گویا ایک فضول کپڑا ہے۔ واسکٹ کی بٹن نیچے کے ہول میں بند کرنے سے آخر رفتہ رفتہ سبھی ٹوٹ جاتے ہیں ایک دن تعجب سے فرمانے لگے کہ بٹن کا لگانا بھی تو آسان کام نہیں ہمارے تو سارے بٹن جلدی ٹوٹ جاتے ہیں اور فرمایا حقیقت میں ان میں تضیع اوقات ہے اگرچہ آرام بھی ہے۔

فرمایا میرا تو یہ حال ہے کہ پاخانہ اور پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع جاتا ہے یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے۔ اور فرمایا کوئی مشغولی اور تصرف جو دینی کاموں میں حارج ہو اور وقت کا کوئی حصہ لے مجھے سخت ناگوار ہے۔ اور فرمایا جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تو میں اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کرلیتا ہوں جب تک وہ کام نہ ہو جائے۔ فرمایا ہم دین کے لئے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہیئے۔ جاڑے کا موسم تھا محمود نے جو اُس وقت بچہ تھا آپ کی واسکٹ کی جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈالدی۔ آپ جب لیٹیں وہ اینٹ چبھے سیں موجود تھا آپ حامد علی سے فرماتے ہیں حامد علی چند روز سے ہماری پسلی میں درد ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا اور آخر اُس کا ہاتھ اینٹ سے جا لگا جھٹ جیب سے نکال لی اور عرض کیا یہ اینٹ تھی جو آپ کو چبھتی تھی۔ مسکرا کر فرمایا او ہو چند روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی اور کہا تھا اسے نکالنا نہیں میں اس سے کھیلوں گا۔

غرض لباس سے آپ کو دلچسپی نہیں بے شک ایک دنیا پرست حقیقت ناشناس ظاہر میں اچھا لباس دیکھ کر اس کنہ میں پے نہیں لے جاسکتا اور قریب ہے کہ وہ اپنے نفس پر قیاس کرکے کہے کہ آپ کو اچھے لباس سے تعلق ہے مگر رات دن کے پاس بیٹھنے والے اُس بے التفاتی کی حقیقت کو خوب سمجھتے ہیں ایک روز فرمایا کہ ہم تو اپنے ہاں کے کاتے اور بنائے ہوئے کپڑے پہنا کرتے تھے اب خدا تعالیٰ کی مرضی کہ یہ کپڑے لوگ لے آتے ہیں ہمیں تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ان میں اور اُن میں کوئی تفاوت نظر نہیں آتا۔

آپ کے مزاج میں وہ تواضع۔ انکسار اور ہضم نفس ہے کہ اُس سے زیادہ ممکن نہیں۔ زمین پر آپ بیٹھے ہوں اور لوگ فرش پر یا اونچے بیٹھے ہوں آپ کا قلب مبارک ان باتوں کو محسوس بھی نہیں کرتا۔ چار برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ آپ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ جون کا مہینہ تھا اور اندر مکان نیا نیا بنا تھا میں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی اُس پر لیٹ گیا حضرت ٹہل رہے تھے میں ایک دفعہ جاگا تو آپ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ میں ادب سے گھبرا کر اُٹھ بیٹھا آپ نے بڑی محبت سے پوچھا آپ کیوں اُٹھے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں میں اوپر کیسے سو رہوں مسکرا کر فرمایا میں تو آپ کا پہرا دے رہا تھا۔ لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا کہ آپکی نیند میں خلل نہ آوے

باہر مسجد مبارک میں آپ کی نشست کی کوئی خاص وضع نہیں ہوتی۔ ایک اجنبی آدمی آپ کو کسی خاص امتیاز کی معرفت پہچان نہیں سکتا۔ آپ ہمیشہ دائیں صف میں ایک کونے میں مسجد کے اس طرح مجتمع ہو کر بیٹھتی ہیں جیسے کوئی فکر کے دریا میں خوب سمٹ کر تیرتا ہے۔ میں جو اکثر محراب میں بیٹھتا ہوں اور اس لئے داخلی دروازہ کے عین محاذ میں ہوتا ہوں بسا اوقات ایک اجنبی جو مارے شوق کے سرزدہ اندر داخل ہوا ہے تو سیدھا میری طرف ہی آیا ہی اور پھر خود ہی اپنی غلطی پر متنبہ ہوا ہے یا حاضرین میں سے کسی نے اُسی حضور کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

آپ کی مجلس میں احتشام اور وقار اور آزادی اور بے تکلفی دونوں ایک ہی وقت میں جمع رہتے ہیں ہر ایک خادم ایسا یقین کرتا ہے کہ آپ کو مخصوصاً مجھسی ہی پیار ہے۔ جو جو کچھ چاہتا ہے بے تکلفی سے عرض کر لیتا ہے۔ گھنٹوں کوئی اپنی داستان شروع رکھے اور وہ کیسی بے سر و پا کیوں نہ ہو آپ پوری توجہ سے سُنتے جاتے ہیں۔ بسا اوقات حاضرین اپنی بساط قلب اور وسعت حوصلہ کے مواقف سُنتے سُنتے اُکتا گئے ہیں انگڑائیاں اور جمائیاں لینے لگ گئے ہیں مگر حضرت کی کسی حرکت سے ایک لحظہ کے لئے بھی کبھی کوئی ملال کا نشان ظاہر نہیں کیا۔ آپ کی مجلس کا یہ رنگ نہیں کہ آپ سرنگوں اور متفکر بیٹھے ہوں اور حاضرین سامنے حلقہ کئے یوں بیٹھے ہوں جیسے دیواروں کی تصویریں ہیں۔ بلکہ وقت کے مناسب آپ تقریر کرتے ہیں اور کبھی کبھی مذاہب باطلہ کی تردید میں بڑے زور شور سے تقریر فرماتے ہیں گویا اُس وقت آپ ایک عظیم الشان لشکر پر حملہ کر رہے ہیں

اور ایک اجنبی ایسا خیال کرتا ہے کہ ایک جنگ ہو رہی ہے۔ آپ کی مجلس کا رنگ ہو بہو نبوت کا علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا رنگ ہے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہی آپ کی انجمن تھی اور وہی ہر قسم کی دینی ضرورتوں کے پورا کرنے کی جگہ تھی۔ ایک درویش دنیا سے قطع کر کے جنگل میں بیٹھا ہو اور اپنے تئیں اسی شغل بے شغلی میں پورا باخدا سمجھنے والا اگر ایسی وقت میں آپ کی مسجد میں آجائے کہ جب آپ جہاد کی گفتگو کر رہے ہیں اور ہتھیاروں کو صاف کرنے اور تیز کرنے کا حکم دے رہے ہیں تو وہ کیا خیال کر سکتا ہے کہ آپ ایسے رحیم کریم ہیں کہ رحمۃ للعلمین ہونے کا حق اور بجا دعوی کر رکھا ہے اور ساری دنیا سے زیادہ خدا اور اُس کی مخلوق کے حقوق کی رعایت رکھنے والے ہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص جو دنیا کے فقیروں اور سجادہ نشینوں کا شیفتہ اور خو کردہ تھا ہماری مسجد میں آیا۔ لوگوں کو آزادی سے آپ سے گفتگو کرتے دیکھکر حیران ہو گیا آپ سے کہا کہ آپ کی مسجد میں ادب نہیں۔ لوگ بیجا بات چیت آپ سے کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرا یہ مسلک نہیں۔ کہ میں ایسا تند خو اور بھیانک بنکر بیٹھوں کہ لوگ مجھے ایسی ڈریں جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں۔ اور میں بُت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ میں تو بت پرستی کے رد کرنے کو آیا ہوں نہ یہ کہ میں خود بُت بنوں اور لوگ میری پوجا کریں اللہ تعالے بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش

کرتا ہے۔

آپ اپنی خدام کو بڑے ادب اور احترام سے پکارتے ہیں اور حاضر غائب ہر ایک کا نام نہایت ادب سے لیتی ہیں۔ میں نے بارہا سُنا ہے اندر اپنی زوجہ محترمہ سے آپ گفتگو کر رہے ہیں اور اس اثنا میں کسی خادم کا نام زبان پر آگیا ہے تو بڑے ادب سے لیا ہے جیسے سامنے لیا کرتے ہیں۔ کبھی تو کر کے کسی کو خطاب نہیں کرتے تحریروں میں جیسا آپ کا عام رویہ ہے "حضرت اخویم مولوی صاحب"۔ "اور اخویم حبی فی اللہ مولوی صاحب"۔ اسی طرح تقریر میں بھی فرماتے ہیں وہ حضرت مولوی صاحب یوں فرماتے تھے۔ میں نے اکثر فقرا اور پیروں کو دیکھا ہے وہ عار سمجھتے ہیں اور اپنے قدر کی کاہش خیال کرتے ہیں. اگر مرید کو عزت سے یاد کریں۔ کیسر شاہ ایک رند بیباک فقیر تھا اُس کا بیٹا کوئی ۲۴ یا ۲۵ برس کی عمر کا تھا سخت بے باک شراب خوار اور تمام قسم کی منہیات کا مرتکب تھا۔ وہ سیالکوٹ میں آیا۔ شیخ اللہ داد صاحب مرحوم محافظ دفتر جو شہر میں معزز اور اپنی ظاہری وجاہت کے سبب سے مانے ہوئے تھے۔ بد قسمتی اور علم دین سے بیخبر ہونے کے سبب سے اُس کے باپ کے مرید تھے۔ وہ لڑکا آپ کے مکان میں اُترا میں نے خود دیکھا کہ وہ شیخصاحب سے جب مخاطب ہوتا ان ہی لفظوں میں ہوتا "او اللہ دادا بھائی توں ایہ کم کرناں"۔

غرض بڑے بڑے شیخ اور پیر دیکھے گئے ہیں اُنھیں ادب اور احترام سے اپنے متوسلین کے نام لینا گویا بڑی بدی کا ارتکاب کرنا ہوتا ہے۔ میں نے اتنے دراز عرصہ میں کبھی نہیں سُنا کہ آپ نے مجلس میں کسی ایک کو بھی تو کر کے پکارا ہو یا خطاب کیا ہو۔ اس بات کی طرف ہماری جماعت کو خصوصاً لاہوری احباب کو خاص توجہ کرنی چاہیے۔ اُن میں میں نے دیکھا ہے ایک دوسرے کا نام ادب سے لیا

نہیں جاتا۔ ابھی ایک نوجوان قادیان میں آئے تھے وہ احباب کے ذکر کے سلسلہ میں جب کسی کا ذکر آیا ضمیر واحد اور فعل واحد کا استعمال کرتے تھے جیسے کوئی معمولی حقیر لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔ افسوس بہت سے ہنوز اس حقیقت سے غافل ہیں کہ ادب کس قدر پاکیزگی اور طہارت دلوں میں پیدا کرتا اور اندر ہی اندر محبت کا بیج بو دیتا ہے۔ وہ اپنے نفسوں کو مغالطہ دیتے ہیں جب خیال کرتے ہیں یا منہ سے کہتے ہیں کہ وہ آپس میں بے تکلف دوست ہیں۔ اگر وہ پاک جماعت بننا چاہتے ہیں اور مبارک دلوں کے اُمیدوار ہیں تو آپس میں چھوٹے بڑے کا امتیاز اٹھادیں اور جات پات اور شریف و وضیع کے خیال کو پاؤں تلے مسل ڈالیں اور ہر ایک سے رو برو ادب اور احترام سے پیش آئیں اور غیبت میں ادب سے نام لیں اور ذکر کریں اُس وقت یوں ہوگا کہ خداوند کریم ونزعنا ما فی صدورھم من غل الآیہ کا مصداق اُنھیں بنا دے گا اور وہ دنیا کے لئے شہدا اور مصلح ہوں گے۔

آپ کی ملاقات کی جگہ عموماً مسجد ہی ہے۔ آپ اگر بیمار نہ ہوں تو برابر پانچ وقت نماز باجماعت پڑھتے ہیں اور نماز باجماعت کے لئے از بس تاکید کرتے ہیں اور بارہا فرمایا ہے کہ مجھو اس سے زیادہ کسی بات کا رنج نہیں ہوتا کہ جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔ مجھو یاد ہے جن دنوں آدمیوں کی آمد ورفت کم تھی آپ بڑی آرزو ظاہر کیا کرتے تھے کہ کاش اپنی ہی جماعت ہو جس سے ملکر پانچ وقت نماز پڑھا کریں اور فرماتے تھے میں دعا میں مصروف ہوں اور اُمید ہے کہ اللہ تعالےٰ میری دعا منظور کریگا۔ آج خدا کا یہ فضل ہے کہ پانچوں نمازوں میں اندر ہی آدمی اتنی تو ضرور کم نہیں ہوتے فریضہ ادا کرنے کے بعد آپ معاً اندر تشریف لے جاتے ہیں۔ اور تصنیف کے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ مغرب کی نماز کے بعد آپ مسجد میں بیٹھے رہتے ہیں کہ کھانا بھی وہیں دوستوں سے ملکر کھاتے اور عشاء کی نماز پڑھکر اندر جاتے ہیں۔ دوپہر کا کھانا بھی باہر احباب میں ملکر کھاتے ہیں۔ اس وقت بھی کسی نہ کسی بات پر تقریر ہو جاتی ہے آپ کی ہر ادا سے صاف ترشح ہوتا ہے کہ آپ کو کوئی حب جاہ اور علو نہیں اور آپ خلوت میں محض خدا تعالیٰ کے امر کی تعمیل کی خاطر بیٹھتے ہیں۔

فرمایا اگر خدا تعالیٰ مجھے اختیار دے کہ خلوت اور جلوت میں سے تو کس کو پسند کرتا ہے تو اُس پاک ذات کی قسم ہے کہ میں خلوت کو اختیار کروں مجھے تو کشاں کشاں میدان عالم میں اُنھوں نے نکالا ہے۔ جو لذت مجھے خلوت میں آتی ہے اُس سے بجز خدا تعالےٰ کے کون واقف ہے۔ میں قریب ۲۵ سال تک خلوت میں بیٹھا رہا ہوں اور کبھی ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں چاہا کہ دربار شہرت میں کرسی پر بیٹھوں۔ مجھے طبعاً اس سے کراہت ہے کہ لوگوں میں ملکر بیٹھوں مگر امر آمر سے مجبور ہوں۔ فرمایا میں جو باہر بیٹھتا ہوں یا سیر کرنے جاتا ہوں اور لوگوں سے بات چیت کرتا ہوں یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے امر کی تعمیل کی بنا پر ہے۔

آپ دینی مسائل کو خواہ کیسا ہی بیباکی سے بات چیت کرے اور گفتگو بھی آپ کے دعوے کے متعلق ہو بڑی نرمی سے جواب دیتے اور تحمل سے کوشش کرتے ہیں کہ آپ کا مطلب سمجھ جائے۔ ایک روز ایک ہندوستانی جس کو اپنے علم پر بڑا ناز تھا اور اپنے تئیں جہاں گرد اور سرد و گرم زمانہ دیدہ و چشیدہ ظاہر کرتا تھا ہماری مسجد میں آیا اور حضرت سے آپ کے دعویٰ کی نسبت بڑی گستاخی سے باب کلام وا کیا اور تھوڑی ہی گفتگو کے بعد کئی دفعہ کہا آپ اپنے دعوے میں کاذب ہیں اور میں نے ایسی مکار بہت سے دیکھے ہیں اور میں تو ایسے کئی بغل میں دبائے پھرتا ہوں۔ غرض ایسے ہی بے باکانہ الفاظ کہے مگر آپ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ بڑے سکون سے سنا کئے اور پھر بڑی نرمی سے اپنی نوبت پر کلام شروع کیا۔

کسی کا کلام کیسا ہی بیہودہ اور بیموقعہ ہو اور کسی کا کوئی مضمون نظم میں یا نثر میں کیسا ہی بے ربط اور غیر موزوں ہو۔ آپ نے سننے کے وقت یا بعد خلوت میں یا جلوت میں کبھی نفرت اور ملامت کا اظہار نہیں کیا۔ بسا اوقات بعض سامعین اس دل خراش لغو کلام سے گھبرا کر اُٹھ اُٹھ گئے ہیں اور آپس میں نفرین کے طور پر کانا پھوسی بھی کی ہے اور مجلس کے برخاست ہونے کے بعد تو ہر ایک نے اپنے اپنے حوصلے اور ارمان بھی نکالے ہیں مگر مظہر خدا کے حلیم اور شاکر ذات نے کبھی بھی ایسا کوئی اشارہ کنایہ نہیں کیا۔ کوئی دوست کوئی خدمت کرے کوئی شعر بنا لاوے۔ کوئی مضمون تائید حق میں لکھے۔ آپ بڑی قدر کرتے ہیں اور بہت ہی خوش ہوتے ہیں اور بارہا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تائید دین کے لئے ایک لفظ نکال کر ہمیں دے تو ہمیں موتیوں اور اشرفیوں کی جھولی سے بھی زیادہ بیش قیمت معلوم ہوتا ہے اصل قبلہ ہمت آپ کا دین اور خدمت دین ہی ہے۔ فرماتے ہیں جو شخص چاہے کہ ہم اس سے پیار کریں اور ہماری دعائیں نیازمندی اور سوز سے اس کے حق میں آسمان پر جائیں وہ ہمیں اس بات کا یقین دلاوے کہ وہ خادم دین ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ بارہا قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ہم ہر ایک شے سے محض خدا تعالیٰ کے لئے پیار کرتے ہیں۔ بیوی ہو بچے ہوں۔ دوست ہوں سب سے ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ کوئی شخص آپ سے محبت لگائے اور گاڑھا تعلق پیدا کرے

وہ بالمقابل آپ کی محبت دیکھکر شرمندہ ہو جاتا اور اپنی محبت کو بہت کم اور پست دیکھتا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا رشتہ نہیں جیسے اپنے کسی متعلق کے سود و بہبود کی وہ فکر ہو جو آپ کو اپنے متوسلین کی ہے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ وہ مومن اور متقی اور خادم دین ہو یوں تو عام طور پر آپ کو سب کی فلاح و صلاح مدنظر رہتی ہے مگر مومنوں کے ساتھ تو خاص محبت اور تعلق ہے میں گذشتہ اکتوبر میں بیمار ہو گیا اور اس وقت چندروز کے لئے سیالکوٹ گیا ہوا تھا۔ میری حالت بہت نازک ہو گئی میرے عزیز مکرم دوست میر حامد شاہ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ضلع سیالکوٹ نے میری بیماری کے متعلق حضرت کو خط لکھا۔ آپ نے اس کے جواب میں جو خط لکھا میں اُسے درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں اس لیے کہ میرے نزدیک وہ خط حضرت کی مظہر اللہ ہونے کی بڑی دلیل ہے وانما الاعمال بالنیات

اور وہ یہ ہے

کرمی اخویم مولوی عبد الکریم صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت قریباً دو بجے کے وقت وہ خط پہونچا جو اخویم سید حامد شاہ صاحب نے آپ کے حالات علالت کے بارہ میں لکھا ہے۔ خط کے پڑھتے ہی کو وقت غم سے وہ حالت ہوئی جو خدا تعالےٰ جانتا ہے اللہ تعالیٰ اپنا خاص رحم فرمائے میں خاص توجہ سے دعا کروں گا اصل بات یہ ہے کہ میری تمام جماعت میں آپ دو ہی آدمی ہیں جنہوں نے میرے لئے اپنی زندگی دین کی راہ میں وقف کر دی ہے ایک آپ اور ایک مولوی حکیم نورالدین صاحب ابھی تک تیسرا آدمی پیدا نہیں ہوا اس لئے جس قدر قلق ہے اور جس قدر بے آرامی ہے بجز خدا تعالیٰ کے اور کون جانتا ہے اللہ تعالیٰ شفا بخشے اور رحم فرمائے اور آپ کی عمر دراز کرے آمین ثم آمین۔ جلد کامل صحت سے مجھے اطلاع بخشیں۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء۔

خدا کا شکر ہے کہ آپ کی دعا سے مجھے صحت ہو گئی۔ غرض ہماری برگزیدہ اور مخلص احباب کے زمرہ میں کوئی ایسا نہیں جو صدق دل سے اعتراف نہیں کرتا کہ حضرت کا ہاتھ اس کے ہاتھ کے اوپر ہے اور ہر حال میں اوپر ہے۔

آپ کوئی مضمون لکھا ہوا سنائیں یا اشتہار کا مسودہ مجلس میں سنائیں اس لئے کہ اکثر آپ کی عادت ہے کہ مطبع میں دینے سے پہلے خدام کو سنا دیتے ہیں اگر کوئی گرفت کرے اور کوئی بات بتلائے تو از بس خوش ہوتے ہیں۔ میں نے اس خصلت میں آپ کو لانظیر پایا ہے۔ ایک مولوی اور دنیا کا مؤلف یا مصنف آگ بگولہ ہو جاتا ہے اگر کوئی شخص اس کی کسی بات پر حرف رکھے اور اپنے تئیں معصوم محض مانتا ہے۔ +

آپ کسی کو اس کی خطا اور لغزش پر مخاطب کر کے ملامت نہیں کرتے۔ اگر کسی کی حرکت ناپسند آوے تو مختلف پیرایوں میں عام طور پر تقریر کر دیں گے اگر وہ سعید ہوتا ہے تو خود ہی سمجھ جاتا اور اپنی حرکت پر نادم ہوتا ہے۔ آپ جب تقریر وعظ و نصیحت کی کرتے ہیں ہر ایک ایسا ہی یقین کرتا ہے کہ یہ میرے ہی عیب ہیں جو آپ بیان کر رہے ہیں اور یوں اصلاح اور تزکیہ کا پاک سلسلہ بڑی عمدگی سے جاری رہتا ہے اور کسی کو کوئی ابتلا پیش نہیں آتا اور نہ کسی کی حمیت اور ناک کو چوٹ نہیں لگتی کہ جاہلیت کی حرارت سے اور بھی گناہ پر آمادہ اور دلیر ہو۔ اس سیرت میں بڑا عمدہ سبق ہے اُن لوگوں کے لئے جو ذرا سا کسی کا نقص دیکھکر اصلاح کے لباس میں اُسے یوں کاٹنے پڑتے ہیں کہ درندہ بھی شرمندہ ہو جاوے۔ اور بجائے صلح کاری کے فساد پھیلاتے ہیں۔

+**نوٹ** حضرت کے تعلق کی اپنے خدام سے ایک عجیب بات ایک دن فرمایا میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھسے عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جاوے میں اس سے قطع نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کر دے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اُسے اٹھا کر لے آئیں گے۔ فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع کر دینا نہ چاہیئے۔ اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اُسے اغماض اور تحمل کے محل میں اُتارنا چاہیئے۔

بقیہ حاشیہ بھائیوں کو اس سیرت سے بڑا بھاری سبق لینا چاہیئے بات بات پر بگڑ جانا اور اشتعال کے وقت عامیوں اور اجنبیوں کا سا ایک دوسرے سے سلوک کرنا اُس عہد کے خلاف ہے جو ید اللہ سے باندھا گیا ہے افسوس اب تک بہتیرے ایسے ہیں جنہوں نے اس راز کو سمجھا نہیں کہ قوم کس طرح بنتی ہے ہم سب کا اصول یہ ہونا چاہیئے کہ اگر ایک کے منہ سے بھی وہ پیارا نام نکل جاوے جس کو ہم نے آج تمام دنیا و مافیہا سے گرامی سمجھا ہے تو اس کا منہ چاٹ لینے میں ذرا پس و پیش نہ کرنا چاہیئے۔ پھر آپس میں تکرار اور رنج کس قدر نامناسب بات ہے۔ سیٹھ صاحب نے اپنے کسی ضروری کام کے لئے ۱۰ر جنوری کو اجازت مانگی اور آپ کو بلانے کے لئے مدراس سے تار بھی آیا تھا۔ حضرت نے فرمایا آپ کا

اس اصلاح کا اتنا ثواب نہ ہوتا جتنا وہ جنگ و جدل کرکے عقاب و عذاب خرید لاتے ہیں۔ افسوس ہے اکثر مولویوں خصوصاً غیر مقلدوں کو تبلیغ میں درشت تندخو اور بدزبان پایا ہے۔ کسی کی ذرا مونچھیں بڑھی ہوئی ہوں اور پاجامہ ٹخنوں سے ذرا نیچے ہو اور ان کی مسجدوں میں گھس جائے تو سمجھو کہ وہ باغستان میں گھس گیا اب خدا ہی ہے جو پھر سلامت اسے درۂ خیبر یا علی مسجد سے واپس لائے۔ افسوس یہ لوگ رحمۃ للعلمین کی سیرت بیان کرنے کے وقت تو وہ حدیث بھی بیان کر جاتے ہیں کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں پیشاب کر دیا اور آپ نے اُسے کچھ بھی نہ کہا۔ مگر عملاً کچھ بھی نہیں دکھاتے۔ مجھے خوب یاد ہے ڈاکٹر فضل الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن جن دنوں سیالکوٹ میں متعین تھے۔ ایک دفعہ کسی کام پر مجھے ساتھ لے کر جموں گئے اور مولوی نور الدین صاحب کے ہاں فروکش ہوئے ان دنوں عبد الواحد غزنوی بھی وہیں رہا کرتے تھے ڈاکٹر صاحب نے اس وقت بڑی بھاری بھر کم شلوار پہن رکھی تھی ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی جب وہاں پہنچے ہوئے۔ ہاں ہنوز وہاں بیٹھے بھی نہ تھے کھڑے ہی تھے جو مولوی غزنوی صاحب سامنے سے نمودار ہوئے۔ ہاتھ میں آپ کے ایک پتلی سی چھڑی تھی۔ جھٹ پاس آتے ہی چھڑی ڈاکٹر صاحب کی شلوار سے لگا دی اور جبیں بہ جبیں تند اور ترش مگر دھیمی آواز سے اپنی افغانی اردو میں فرمایا پاجامہ ٹخنوں سے نیچا ہے یہ حرام ہے۔ ڈاکٹر صاحب آزاد طبع اور ان کی قوم سے قطعاً ناقل اور لاپروا اس قدر برہم ہوئے کہ اگر مولوی صاحب کا پاس نہ ہوتا تو عبد الواحد کو امر بالمعروف کی کیفیت بتا دیتے۔

غرض اس میں ہمارے امام مستقیم بقدم حضور سرور عالم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور عقد ہمت اور دعا سے خطا کار کی طرف متوجہ رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُسے القا کے ذریعہ یا اور ذریعہ سے اصلاح کی توفیق دیتا ہے۔ آپ مجلس میں ذو معنی بات نہیں کرتے نہ کبھی آنکھ کے اشارہ سے کوئی بات کرتے ہیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے کسی کو تاک کر کوئی بات کی ہو یا مجلس میں کسی کو مخاطب کرکے کہا ہو کہ ہم تم پر ناراض ہیں۔ تمہاری فلاں حرکت ہمیں ناگوار ہے اور فلاں بات مکروہ ہے۔ آپ کو جیسا کہ خدا کی طرف سے یہ خطاب ملا اور کتاب براھین احمدیہ میں درج ہے (فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك) حقیقت میں آپ کی ذات میں ایسی لینت اور حلم اور اغماض ہے کہ مزید برآں متصور نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی شخص جو کسی گلّہ کا گلّہ بان ہونا چاہے اور متفرق افراد کو جمع کرنا چاہے جب تک اس میں لینت نہ ہوگی ہرگز کامیاب نہ ہوگا۔ میں نے اپنے بعض مکرم دوستوں اور بھائیوں کو شکایت کرتے سنا ہے کہ کوئی ان کی بات نہیں مانتا اور باوجود طرح طرح کے احسانوں کے لوگ ان کے فتراک سے متعلق نہیں ہوتے اور لوگوں میں ان کی طرف سے وحشت رہتی ہے۔ وہ حضرت امام کی سیرت اغماض اور عفو کو اپنا اسوہ بنائیں۔ نکتہ چینی اور نوک جھونک اور مجلس میں ذو معنی باتیں اور تاک کر بات کرنی اور [illegible] کسی پر اظہار ناراضگی کرنا یک قلم ترک کر دیں [illegible] ایک [illegible] ہزاروں جن اور [illegible] کی جا سکتی ہیں بالمقابل [illegible] ایک مرتبہ [illegible] کوئی راہ نہیں۔ — اکثر دن کو باہر سیر کرنے جاتے ہیں اور راہ میں مناسب وقت تقریر کرتے ہیں۔ ہمیشہ نیت پا پر نظر کر کے چلتے ہیں دائیں بائیں کبھی نہیں دیکھتے اور چلتے ہیں خدا تعالےٰ نے ایسی طاقت دے رکھی ہے کہ کوسوں پیادہ سفر کر سکتے ہیں۔ حضرت کبھی پسند نہیں کرتے کہ خدام ان کے پاس سے جائیں۔ آنے پر بڑے خوش ہوتے ہیں اور جانے پر کُرہ سے رخصت دیتے ہیں۔ اور کثرت سے آنے جانے والوں کو بہت ہی پسند فرماتے ہیں۔ اب کی دفعہ دسمبر میں بہت کم لوگ آئے اس پر بہت اظہار افسوس کیا اور فرمایا ہنوز لوگ ہمارے اغراض سے واقف نہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں کہ وہ بن جائیں۔ وہ غرض جو ہم چاہتے ہیں اور جس کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے وہ پوری نہیں ہو سکتی جب تک لوگ یہاں بار بار نہ آئیں اور آنے سے ذرا بھی نہ اکتائیں۔

بقیہ نوٹ آپ کا اس مبارک مہینہ میں یہاں رہنا ازبس ضروری ہے۔ اور فرمایا ہم آپ کے لئے وہ دعا کرنے کو تیار ہیں جس سے باذن اللہ پہاڑ بھی ٹل جائے۔ فرمایا میں آج کل احباب کے پاس کم بیٹھتا ہوں اور زیادہ حصہ اکیلا رہتا ہوں یہ احباب کے حق میں ازبس مفید ہے۔ میں تنہائی میں بڑی فراغت سے دعائیں کرتا ہوں۔ اوقات کا بہت سا حصہ بھی دعاؤں میں صرف ہوتا ہے۔ ـــ سنہ

اور فرمایا جو شخص ایسا خیال کرتا ہے کہ آنے میں اُس پر بوجھ پڑتا ہے یا ایسا سمجھتا ہے کہ یہاں ٹھیرنے میں ہم پر بوجھ ہوگا۔ اُسے ڈرنا چاہیے کہ وہ شرک میں مبتلا ہے۔ ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ اگر سارا جہان ہمارا عیال ہو جائے تو ہماری مہمات کا متکفل خدا تعالے ہی ہے ہم پر ذرا بھی بوجھ نہیں۔ ہمیں تو دوستوں کے وجود سے بڑی راحت پہنچتی ہے۔ یہ وسوسہ ہے جسے دلوں سے دور پھینکنا چاہیے۔ میں نے بعض کو یہ کہتے سنا ہے کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیوں حضرت صاحب کو تکلیف دیں ہم تو نکمے ہیں یونہی روٹی بیٹھکر کیوں توڑا کریں۔ وہ یاد رکھیں یہ شیطانی وسوسہ ہے جو شیطان نے اُن کے دلوں میں ڈالا ہے کہ ان کے پیر یہاں جمنے نہ پائیں۔ ایک دفعہ حکیم فضل الدین صاحب نے عرض کیا کہ حضور میں یہاں نکما بیٹھا کیا کرتا ہوں مجھے حکم ہو تو بھیرہ چلا جاؤں وہاں درس قرآن کریم ہی کروں گا یہاں مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ میں حضور کے کسی کام نہیں آتا اور شاید بیکار بیٹھنے میں کوئی معصیت نہ ہو۔ فرمایا آپ کا یہاں بیٹھنا ہی جہاد ہے اور یہ بیکاری ہی بڑا کام ہے۔ غرض بڑے دردناک اور افسوس بھری لفظوں میں نہ آنے والوں کی شکایت کی اور فرمایا یہ عذر کرنے والے وہی ہیں جنھوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عذر کیا تھا

ان بیوتنا عورۃ اور خدا تعالے نے اُن کی تکذیب کر دی کہ

ان یریدون الا فرارا۔

برادران میں بھی بہت کڑھتا ہوں اپنے اُن بھائیوں کے حال پر جو آنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اور میں بار بار سوچتا ہوں کہ کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اُن کو یقین دلا سکوں کہ یہاں رہنے میں کیا فائدے ہوتے ہیں۔ علم صحیح اور عقائد صحیحہ بجز یہاں رہنے کے میسر آ ہی نہیں سکتے۔ ایک مفتی صادق صاحب کو دیکھتا ہوں (سلمہ اللہ وبارک وعلیہ وفیہ) کہ کوئی چھٹی ملجائے یہاں موجود۔ مفتی صاحب تو نقاب کی طرح اسی تاک میں رہتے ہیں کہ کب زمانہ کے زور آور ہاتھوں سے کوئی فرصت غصب کریں اور محبوب کوچے کی زیارت کا شرف حاصل کریں۔ ای عزیز بیاد۔ خدا تیری ہمت میں استقلال اور تیری کوششوں میں برکت رکھدے اور تجھے ہماری جماعت میں قابل اقتدا اور قابل فخر کارنامہ بنائے۔ حضرت نے بھی فرمایا تھا ہورے ہمارے حصہ میں تو مفتی صادق صاحب ہی آئے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ کیا مفتی صاحب کی کوئی بڑی آمدنی ہے اور کیا مفتی صاحب کی جیب میں کسی متعلق کی فرمائش کا ہاتھ نہیں پڑتا اور مفتی صاحب ہنوز نو عمر نہیں اور اس عمر میں کیا کیا امنگیں نہیں ہوا کرتیں۔ پھر مفتی صاحب کی یہ سیرت اگر عشق کامل کی دلیل نہیں تو اور کیا وجہ ہے کہ وہ ساری زنجیروں کو توڑ کر دیوانہ وار بٹالہ میں اُتر کر نہ رات دیکھتے ہیں نہ دن نہ سردی نہ گرمی نہ بارش نہ اندھیری آدھی آدھی رات کو یہاں پیادہ پہونچتے ہیں جماعت کو اس نوجوان عاشق کی سیرت سے سبق لینا چاہیے۔ فرمایا ہمارے دوستوں کو کس نے بتایا ہے کہ زندگی بڑی لمبی ہے۔ موت کا کوئی وقت نہیں کہ کب سر پر ٹوٹ پڑے اس لیے مناسب ہے کہ جو وقت ملے اُسے غنیمت سمجھیں فرمایا یہ ایام پھر نہ ملیں گے اور یہ کہانیاں رہ جائیں گی بھائیو خدا کے لئے تلافی کرو اور ان جھوٹے تعلقات کی دلبستگی سے دست کشی کرو اور یاد رکھو ایک کام کرنے والا تعلق یہی ہے اور کوئی نہیں باقی سارے تعلقات حسرت ہو جائیں گے یا گناہ کی صورت میں طوق گلو ہوں گے۔ میں ہمیشہ حضرت کی اس سیرت سے کہ وہ بہت چاہتے ہیں کہ لوگ اُن کے پاس رہیں یہ نتیجہ نکالا کرتا ہوں کہ یہ آپ کی صداقت کی بڑی بھاری دلیل ہے اور آپ کی روح کو کامل شعور ہے کہ آپ من جانب اللہ اور راستباز ہیں جھوٹا ایک دن میں گھبرا جاتا اور دوسروں کو دھکے دیکر نکالتا ہے۔ کہ ایسا نہ ہو کہ اس کا پول ظاہر ہو جائے مجلس میں آپ کسی دشمن کا ذکر نہیں کرتے اور جو کسی کی تحریک سے ذکر آجائے تو بُرے نام سے یاد نہیں کرتے۔ یہ ایک بین ثبوت ہے کہ آپ کے دل میں کوئی جلانے والی آگ نہیں۔ ورنہ جس طرح کی ایذا قوم نے دی ہے اور جو سلوک مولویوں نے کیا ہے اگر آپ اسے واقعی دنیادار کی طرح محسوس کرتے تو رات دن کڑھتے رہتے اور بُری بُری طرح بات بات میں ذکر کرتے اور ایسے پھیر کر اُن ہی کا مذکور درمیان لاتے اور یوں حواس پریشان ہو جاتے اور کاروبار میں خلل آ جاتا۔ زٹلی جیسی گندی گالیاں دینے والا عرب کے مشرک بھی حضور سرور عالم کے مقابل نہ لا سکے مگر میں خدا تعالی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ ناپاک پرچہ اوقات گرامی میں کوئی بھی خلل کبھی بھی ڈال نہیں سکا تحریر میں اگر کوئی دیکھے تو شاید خیال کرے کہ رات دن ان ہی مفسدین کا آپ ذکر کرتے ہوں گے۔ مگر ایک مجسٹریٹ کی طرح جو اپنی معوضنہ ڈیوٹی سے فارغ ہو کر پھر کسی کی ڈگری اڈمیشن یا سزا سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور نہ اسے درحقیقت کسی سے ذاتی لگاؤ یا اشتعال ہوتا ہے اسی طرح حضرت تحریر میں ابطال باطل اور احقاق حق کے لئے لوجہ اللہ لکھتے ہیں جو کچھ لکھتے ہیں آپ کے نفس کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا ایک روز فرمایا میں اپنے

نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے میرے نفس کو ایسا مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے میرے نفس کو گندی سے گندی گالی دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اُسے اقرار کرنا پڑیگا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا۔

آپ کی استقامت اور قوت قلب اولو العزم انبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی طرح کسی ترہیب اور رعب انداز نظارہ سے متاثر نہیں ہوتی۔ کوئی ہولناک واقعہ اور غم انگیز سانحہ آپ کی توجہ کو منتشر اور مفوض کام سے غافل نہیں کرسکتا۔ اقدام قتل کا مقدمہ جسے پادریوں نے برپا کیا اور جس کی تائید میں بعض نا عاقبت اندیش نام کے مسلمان اور آریہ بھی شامل ہوگئے تھے ایک دنیادار کا پتہ پگھلا دینے اور اس کا دل پریشان اور حواس مختل کردینے کو کافی تھا مگر حضرت کے کسی معاملہ میں۔ لکھنے میں۔ معاشرت میں۔ یا ہر خدام سے کشادہ پیشانی اور رافت سے ملنے میں عزم کی حرکت و سکون میں کوئی فرق نہ آیا۔ کوئی آدمی قیاس بھی نہیں کرسکتا تھا کہ آپ پر کوئی مقدمہ قائم ہے۔ کسی خوفناک رپورٹ کو جو کسی وقت کسی دوست کی طرف سے پہونچی ہے (کہ فلاں شخص نے یہ مخبری کی ہے اور فلاں جگہ بڑی بڑی سازشیں آپ کے خلاف ہو رہی ہیں اور فلاں شخص شملہ کے پہاڑوں سے سر ٹکراتا اور ماتھا پھوڑتا پھرتا ہے کہ آپ کے دامن عزت پہ ناپاک خون کا کوئی دھبہ ہی لگا دے) کبھی آپ نے مرعوب دل سے نہیں سنا۔ آپ ہمیشہ فرماتے ہیں کہ کوئی معاملہ زمین پر واقع نہیں ہوتا جب تک پہلے آسمان پر طے نہ ہو جائے اور خدا تعالیٰ کے ارادہ کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا اور وہ اپنے بندہ کو ذلیل اور ضائع نہیں کرے گا۔ یہ ایک پیارکن شدید ہے جو ہر مصیبت میں آپ کا حصن حصین ہے۔ میں مختلف شہروں اور ناگوار نظاروں میں آپ کے ساتھ رہا ہوں۔ دہلی کے ناشکر گزار اور جلد باز مخلوق کے مقابل۔ پٹیالہ جالندھر۔ کپورتھلہ امرتسر۔ لاہور۔ اور سیالکوٹ کے مخالفوں کی منافق اور منفرد دل آزار کوششوں کے مقابل میں آپ کا حیرت انگیز صبر اور حلم اور ثبات دیکھا ہے۔ کبھی آپ نے خلوت میں یا جلوت میں ذکر تک نہیں کیا کہ فلاں شخص یا فلاں قوم نے ہمارے خلاف یہ ناشائستہ حرکت کی اور فلاں نے زبان سے یہ نکالا۔ میں صاف دیکھتا تھا کہ آپ ایک پہاڑ ہیں کہ ناتوان پست ہمت چوہے اُس میں سرنگ کھود نہیں سکتے۔ ایک دفعہ آپ نے جالندھر کے مقام میں فرمایا۔ ابتلا کے وقت ہمیں اندیشہ اپنی جماعت کے بعض ضعیف دلوں کا ہوتا ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ اگر مجھے صاف آواز آوے کہ تو مخذول ہے اور تیری کوئی مراد ہم پوری نہ کریں گے تو قسم ہے مجھے اس کی ذات کی اس عشق و محبت الٰہی اور خدمت دین میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی اس لئے کہ میں تو اسے دیکھ چکا ہوں پھر یہ پڑھا هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا۔

آپ بچوں کی خبرگیری اور پرورش اس طرح کرتے ہیں کہ ایک سرسری دیکھنے والا گمان کرے کہ آپ سے زیادہ اولاد کی محبت کسی کو نہ ہوگی۔ اور بیماری میں اس قدر توجہ کرتے ہیں اور تیمارداری اور علاج میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ گویا اور کوئی فکر ہی نہیں۔ مگر باریک بیں دیکھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور خدا کے لئے اس کی ضعیف مخلوق کی رعایت اور پرورش مدنظر ہے۔ آپ کی پہلوٹی بیٹی عصمت لودھیانہ میں ہیضہ سے بیمار ہوئی آپ اُس کے علاج میں یوں دوا دہی کرتے کہ گویا اُس کے بغیر زندگی محال ہے اور ایک دنیادار دنیا کی عرف و اصطلاح میں اولاد کا بھوکا اور شیفتہ اس سے زیادہ جانکاہی کر نہیں سکتا مگر جب وہ مرگئی آپ یوں الگ ہوگئے کہ گویا کوئی چیز تھی ہی نہیں۔ اور جب سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ کوئی لڑکی تھی۔ یہ مصالحت اور مسالمت خدا کی قضاء و قدر سے بجز منجانب اللہ لوگوں کے ممکن نہیں۔ کوئی نوکر گو کتنا بڑا نقصان کردے آپ معاف کر دیتے اور معمولی چشم نمائی بھی نہیں کرتے۔ حامد علی کو کچھ لفافے اور کارڈ ڈاکخانہ میں ڈالنے کو دئے۔ فراموش کار حامد علی کسی اور کام میں مصروف ہوگیا اور اپنے مفوض کام کو بھول گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد محمود جو ہنوز بچہ تھا کچھ لفافے اور کارڈ لئے دوڑا آیا کہ ابا ہم نے کوڑے کے ڈھیر سے خط نکالے۔ آپ نے دیکھا تو وہی خط تھے جن میں بعض رجسٹرڈ خط تھے اور آپ اُن کے جواب کے منتظر بیٹھے تھے حامد علی کو بلوایا اور خط دکھا کر بڑی نرمی سے صرف اتنا ہی کہا حامد علی تمہیں نسیان بہت ہوگیا ہے فکر سے کام کیا کرو۔ ایک ہی چیز ہے جو آپ کو متاثر کرتی اور جنبش میں لاتی اور حد سے زیادہ غضب دلاتی ہے وہ ہے ہتک حرمات اللہ اور اہانت شعائر اللہ۔ فرمایا میری جائداد کا

تباہ ہونا اور میرے بچوں کا میری آنکھوں کے سامنے ٹکڑا ٹکڑے ہونا مجھپر آسان ہے بہ نسبت دین کے ہتک اور استخفاف کے دیکھنے اور اس پر صبر کرنے کے۔ جن دنوں میں وہ موذی اور خبیث کتاب "امہات المومنین" جس میں بجز دل آزاری کے اور کوئی معقول بات نہیں چھپ کر آئی ہے اس قدر صدمہ اس کے دیکھنے سے آپ کو ہوا کہ زبانی فرمایا (ہمارا آرام تلخ ہو گیا ہے) یہ اسی صدمہ اور توجہ الی اللہ کا نتیجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس باطل عظیم اور شرک جسیم (مسیح کی الوہیت اور کفارہ) کی استیصال کے لئے وہ حربہ آپ کے ہاتھ میں دیا یعنی مرہم عیسیٰ اور مسیح کی قبر کا نشان کشمیر میں آپ ... نزدیک ہے دور نہیں کہ مسیح کی قبر اس باطل ... کے گھر گھر میں ماتم ڈالے اور مسلمانو کے دل ٹھنڈے ہوں اور اس رنج کو بھول جائیں جو اس ناپاک کتاب سے انہیں پہونچا۔

آپ کے تعلقات غیر قوموں سے ایسے ہیں کہ اس سے بہتر ممکن نہیں ہر ایک کی بہتری چاہتے ہیں خواہ کسی مذہب کا ہو۔ کافہ بنی نوع کے بہبود آپ کا قبلہ ہمت اور نصب عین فرض ہے۔ قادیان کے ہندو ہر ایک مصیبت کے وقت آپ کے وجود کو امین اور مفید صلاح کار پاتے ہیں۔ مذہب کے لحاظ سے بعض یہاں کے ہندو آریہ اور اسلام کے مخالف ہیں اور حضرت کو عظیم الشان اور پختہ مسلمان تسلیم کرتے ہیں اور مذاہب باطلہ کی بیخ کنی کرنے والا دل سے یقین کرتے ہیں مگر حضرت کوئی دوا بتائیں اس پر ایک رتی کی بات سے کمتر یقین نہیں رکھتے۔ ہمیشہ اپنے خدام کو تقریر و تحریر میں یہی نصیحت کرتے اور اس پر بڑا زور دیتے ہیں کہ کسی جاندار کی حق تلفی نہ کرو اور تمہاری زبانوں اور کاموں میں فریب اور ایذا نہ ہو۔ بادشاہ وقت (گورنمنٹ برطانیہ) سے جو آپ کے پاک اور سچے تعلقات ہیں وہ آپ کی کتابوں اور آئے دن کے اشتہاروں سے صاف ظاہر ہیں۔ میں نے دس برس کے عرصہ میں خلوت و جلوت میں کبھی نہیں سنا کہ کبھی اشارہ یا کنایہ یا صراحت سے کوئی کلمہ برا گورنمنٹ یا گورنمنٹ کے کسی آفیشل کی نسبت آپ کے منہ سے نکلا ہو۔ ہزاروں روپے خرچ کر کے عربی و فارسی میں آپ نے رسائل تالیف کئے اور بلاد شام و عرب و افغانستان وغیرہا میں پھیلائے جن میں سرکار انگریزی کے اعلیٰ درجہ کے حمایت کی ہے قوموں کو ایسی حکومت کے ظل عاطفت کے نیچے آنے کی ترغیب دی ہے۔

برادران چونکہ اور کام بہت ہیں اب بالفعل اتنے پر بس کرتا ہوں اگر خدا تعالیٰ نے نیا علم بخشا اور قلم پکڑنے کی توفیق دی تو پھر اس مضمون پر لکھوں گا۔ خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری اس تحریر کو قبول کرے اور اسے بہتوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

عبد الکریم

قادیان - ۲ ر جنوری ۱۹۰۶ء

تکملہ

اگرچہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ اب جو کچھ لکھتا ہوں اسے آئندہ خط میں لکھوں گا مگر بھائیوں کی محبت اور خاطر داری اور عدم یقین حیات نے مجبور کیا کہ آئندہ پر اسے نہ اٹھا رکھوں۔ برادران کل عجیب اور غیر معمولی روز قادیان میں تھا۔ ہمارے مہاسے پول اور جو بھائیں اور کرم ہمارے حال پر سدا امیذ دل فرماتے ہیں وہ کچھ کم یادگار اور شکریہ کے قابل نہیں مگر کل ان کے انتقامی قوت اور سبعی جوش نے ایک نئی اور غیر متوقع راہ نکالی۔ ہماری مسجد کو آنے والی اور شارع عام گلی کو کچی اینٹوں سے پاٹ دیا اور اس راہ میں کانٹے بچھانے والے پہلو ان کے نقش قدم کی پوری پیروی کی۔ اب ہمارے مہمان گاؤں کے گرد چکر لگا کر اور بڑا پھیر کھا کر مسجد مبارک میں آتے ہیں۔ حضرت اقدس کو کل معمولاً درد سر تھا۔ اور ہم نے بھی عادتاً یقین کر لیا تھا کہ تحریک تو ہو ہی گئی ہے اب خدا کا کلام نازل ہوگا۔ ظہر کے وقت آپ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا سردرد بہت ہے دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھ لی جائیں۔ نماز پڑھ کر اندر تشریف لے گئے اور سلسلہ الہام شروع ہوا اور مغرب تک تار بندھا رہا۔ مغرب کو تشریف لائے اور الہام اور کلام الٰہی پر بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے کہ کس طرح خدا کا کلام نازل ہوتا ہے اور ملہم کو اس پر کیسا یقین ہوتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے الفاظ ہیں اگرچہ دوسرے لوگ اس کی کیفیت نہ سمجھ سکیں۔ اور پھر ان الہاموں کی قافیہ بندی پر تقریر کرتے رہے اور فرمایا قرآن کی عظمت اس سے سمجھ میں آتی ہے اور اس کی عبارت کا مقفی و مسجع ہونا، ورنہ اسکی خوبی اسی طریق سے سمجھ میں آ سکتی ہے

اور وہ الہامات یہ ہیں

انّ الرحی تدور و ینزل القضاء۔ انّ فضل اللہ لاٰتٍ و لیس لاحدٍ ان یردّ ما اتیٰ۔ قل ای و ربّی انہ لحق لا یتبدّل و لا یخفیٰ۔ و ینزل ما تعجب منہ۔ وحیٌ من ربّ السموات العلیٰ۔ انّ ربّی لا یضل و لا ینسیٰ۔ ظفرٌ مبینٌ۔ وانما یؤخرھم الی اجلٍ مسمّیٰ۔ انت معی و انا معک قل اللہ ثم ذرہ فی غیہ یتمطّیٰ۔ انہ معک و انہ یعلم السرّ وما اخفیٰ۔ لآ الٰہ الّا ھو یعلم کل شیءٍ و یریٰ۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم یحسنون الحسنیٰ۔ انا ارسلنا احمد الی قومہ فاعرضوا و قالوا کذاب اشر۔ وجعلوا یشھدون علیہ و یسیلون الیہ کماءٍ منھمر۔ انّ حبّی قریبٌ انہ قریبٌ مستتر۔

ترجمہ یقیناً چکی پھرے گی اور قضا نازل ہوگی۔ یقیناً خدا کا فضل آنے والا ہے اور کسی کی شان نہیں کہ رد کرے اُسے جو آگیا۔ کہدے ہاں میرے رب کی قسم وہ یقیناً حق ہے وہ نہ بدلے گا اور نہ مخفی رہے گا۔ اور اُترے گا جس سے تو اچنبھے میں رہ جائے گا یہ وحی ہے جو بلند آسمانوں کے رب سے ہے۔ میرا رب نہ بہکتا ہے اور نہ بھولتا ہے فتح مبین ہے اور اُنھیں ایک وقت مقرر تک ڈھیل دے رکھی ہے۔ تو میرے ساتھ ہے اور میں تیری ساتھ ہوں۔ کہدے اللہ پھر اُسے چھوڑ دے کہ تا وہ اپنی ناز میں مٹک مٹک کر چلا کرے۔ وہ تیرے ساتھ ہے اور وہ جانتا ہے سِرّ کو اور اُس سے بھی زیادہ پوشیدہ چیز کو۔ کوئی معبود نہیں بجز اُس کے اور وہ ہر شے کو جانتا اور دیکھتا ہے۔ اللہ اُن کے ساتھ ہے جو تقوی اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نیکی کو سنوار کر کرتے ہیں۔ ہم نے **احمد** کو بھیجا اُس کی قوم کی طرف پس انھوں نے اعراض کیا اور کہا جھوٹا خود پسند ہے۔ اور اُس کے خلاف شہادت دیتے اور اُس کی طرف جرار پانی کی طرح دوڑتے ہیں۔ میرا محبوب قریب ہے وہ قریب ہے مگر چھپا ہوا۔ ان میں بعض الہام اُس پیشگوئی کی تصدیق دیتا ہیں میں ہیں جس کی طرف انتظار کی آنکھیں لگ رہی ہیں ایک تدبر کرنے والا خود الفاظ سے کنہ حقیقت میں پہنچ سکتا ہے۔

ضمیمہ۔ ایک روز اخراجات کا تذکرہ ہوا۔ ہمارے ایک مکرم دوست نے کہا کہ میں اتنے میں گذارہ کرتا ہوں۔ کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کھانے کے متعلق میں اپنے نفس میں اتنا تحمل پاتا ہوں کہ ایک پیسہ پر دو دو وقت بڑے آرام سے بسر کرسکتا ہوں۔ اور فرمایا ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ انسان کہاں تک بھوک کی برداشت کرسکتا ہے اس کے امتحان کے لئے چھ ماہ تک میں نے کچھ نہ کھایا کبھی کوئی ایک آدھ لقمہ کھالیا اور چھ ماہ کے بعد میں نے اندازہ کیا کہ چھ سال تک بھی یہ حالت لمبی کی جاسکتی ہے اس اثنا میں دو وقت کھانا گھر سے برابر آتا تھا اور مجھے اپنی حالت کا اخفا منظور تھا۔ اس اخفا کی تدابیر کے لئے جو زحمت مجھے اٹھانی پڑتی تھی شاید وہ زحمت اوروں کو بھوک سے نہ ہوتی ہوگی۔ میں وہ دو وقت کی روٹی دو تین مسکینوں میں تقسیم کردیتا۔ اس حال میں نماز پانچوں وقت مسجد میں پڑھتا اور کوئی میرے آشناؤں میں سے کسی نشان سے پہچان نہ سکا کہ میں کچھ نہیں کھایا کرتا۔ فرمایا خدا تعالی نے جس کام کے لئے کسی کو پیدا کیا ہے اس کی تیاری اور لوازم اور اس کے سرانجام اور مہمات کے طے کے لئے ان میں قوتیں بھی مناسب حال پیدا کئے ہیں دوسرے لوگ جو حقیقۃً فطرت کے مقتضا سے وہ قوا نہیں رکھتے اور ریاضتوں میں پڑجاتے ہیں آخر کار دیوانے اور مخبط الحواس ہوجاتے ہیں۔

اسی ضمن میں فرمایا کہ نبیوں نے نیند کے لئے طبعی اسباب مقرر کئے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جب خدا تعالی کا ارادہ ہوتا ہے کہ ہم سے کلام کرے اس وقت پوری بیداری میں ہوتے ہیں اور یکدم ربودگی اور غنودگی وارد کردیتا ہے اور اس جسمانی عالم سے قطعاً باہر لے جاتا ہے اس لئے کہ اس عالم سے پوری مناسبت ہوجائے۔ پھر یوں ہوتا ہے کہ جب ایک مرتبہ کلام کرچکتا ہے پھر ہوش و حواس واپس دیدیتا ہے اس لئے کہ ملہم اس کلام کو محفوظ کرلے اس کے بعد پھر ربودگی طاری کرتا ہے پھر یاد کرنے کے لئے بیداری کردیتا ہے۔ غرض اسطرح کبھی پچاس دفعہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ وہ ایک تصرف الٰہی ہوتا ہے اس طبعی نیند سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ اور اطبا اور ڈاکٹر اس کی ماہیت کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔

آپ سائل کو رد نہیں کرتے - جو کچھ میسر ہو دیدیتے ہیں - ایک دن ایسا ہوا کہ نماز عصر کے بعد آپ معمولاً اُٹھے اور مسجد کی کھڑکی میں اندر جانے کے لئے پاؤں رکھا اتنے میں ایک سائل نے آہستہ سے کہا کہ میں سوالی ہوں حضرت کو اُس وقت ایک ضروری کام بھی تھا اور کچھ اُس کی آواز دوسرے لوگوں کی آوازوں میں مل جل گئی تھی جو نماز کے بعد اُٹھی اور عادتاً آپس میں کوئی نہ کوئی بات کرتے تھے - غرض حضرت سرزدہ اندر چلے گئے اور التفات نہ کیا - مگر جب بیٹھ گئے وہی دھیمی سی آواز جو کان میں پڑی تھی اب اُس نے اپنا نمایاں اثر آپ کے قلب پر کیا - جلد واپس تشریف لائے اور خلیفہ نور الدین صاحب کو آواز دی کہ ایک سائل تھا اُسے دیکھو کہاں ہے - وہ سائل آپ کے جانے کے بعد چلا گیا تھا خلیفہ صاحب نے ہرچند ڈھونڈا پتا نہ ملا - شام کو حسب عادت نماز پڑھکر بیٹھے وہی سائل آگیا اور سوال کیا - حضرت نے بہت جلدی جیب سے کچھ نکال کر اُس کے ہاتھ میں دیا - اور اب ایسا معلوم ہوا کہ آپ ایسے خوش ہوئے ہیں کہ گویا کوئی بوجھ آپ کے اوپر سے اُتر گیا ہے - چندروز کے بعد ایک تقریب سے ذکر کیا کہ اُس دن جو وہ سائل نہ ملا میرے دل پر ایسا بوجھ تھا کہ کہ مجھے سخت بیقرار کر رکھا تھا اور میں ڈرتا تھا کہ مجھسے معصیت سرزد ہوئی ہے کہ میں نے سائل کی طرف دھیان نہیں کیا اور یوں جلدی اندر چلا گیا - اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ وہ شام کو واپس آگیا ورنہ خدا جانے میں کس اضطراب میں پڑا رہتا - اور میں نے دعا بھی کی تھی کہ اللہ تعالےٰ اُسے واپس لاوے -

برادران چونکہ اور کام بہت ہیں اب بالفعل اتنے پر بس کرتا ہوں اگر خدا تعالیٰ نے نیا علم بخشا اور قلم پکڑنے کی توفیق دی تو پھر اس مضمون پر لکھوں گا خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری اس تحریر کو قبول کرے اور اسے بہتوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے - عبدالکریم - قادیان ۱۴ر جنوری سنہ ۱۹۰۰ء

مبائعین

(۱) حکیم محمد امیر شاہ صاحب - ساکن بیری ضلع لدھیانہ
(۲) رحمت اللہ صاحب ״ ״
(۳) پیر فرزند علی صاحب - غوث پور ״
(۴) اللہ بخش صاحب - جھمٹ ״
(۵) حسین علی صاحب ״ ״
(۶) عبدالحق صاحب - ساکن جوڑا ضلع گجرات پنجاب
(۷) اللہ بخش صاحب ست - پٹیالہ -
(۸) جمال الدین صاحب - گاگرن - کشمیر
(۹) غلام قادر صاحب - ہرسیاں - گورداسپور
(۱۰) سید حبیب اللہ صاحب - زنانہ - جالندھر
(۱۱) عبدالرزاق صاحب - طحال - گجرات
(۱۲) اللہ دتا صاحب - اولک لون پی سیالکوٹ
(۱۳) رحمت اللہ صاحب - ولد خیردین - بلاہی پور - امرتسر
(۱۴) حیات محمد صاحب ״ ״ ״
(۱۵) امیر بخش صاحب - فیض اللہ چک قریب قادیان ״
(۱۶) شادی صاحب - بھیکری والہ ״
(۱۷) میاں رحمت صاحب - عمر پور - ہوشیارپور
(۱۸) محمد یعقوب علی صاحب ״ ״
(۱۹) عبداللہ صاحب ہرسیاں قریب قادیان
(۲۰) کریم بخش صاحب ״ ״
(۲۱) میاں منڈا - کنجر ״
(۲۲) غلام محمد صاحب ״ ״
(۲۳) حافظ محمد حیات صاحب جادہ - جہلم
(۲۴) محمد سلیم ״ ״
(۲۵) سیٹھہ عبدالرحمن ولد سیٹھہ محمد عثمان صاحب ساکن موروی علاقہ کچھو کٹھیا ڈاک خانہ موروی
(۲۶) نبی بخش صاحب - جہلم -
(۲۷) اللہ بخش صاحب - اٹاوہ ضلع گوجرانوالہ
(۲۸) گلاب دین صاحب - داؤ والہ - گورداسپور
(۲۹) [illegible]

ترجمۃ القرآن

ہماری مکرم بھائی شیخ محمد جان صاحب تاجر وزیرآبادی ترجمۃ القرآن کی ضرورت کو محسوس کر کے چاہتی ہیں کہ یہ بہت جلد شائع کیا جاوے - اس لئے وہ اپنی سابقہ درخواست میں جو دو جلد کی تھی ۸ جلد اور ایزاد کرتے ہیں اور ایسا ہی شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآبادی بھی اپنے تین جلدوں کو دس جلد تک بڑھاتی ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء - اب ہم کو صرف ۱۶۰ درخواستیں اور آنی چاہئیں تاکہ بہت جلد مطبع میں بھیجدیا جاوے دوسرے احباب توجہ فرماویں - (ایڈیٹر)

رسید زر

رسید زر بوجہ عدم گنجائش شائع نہیں ہوسکی - اخبار ابھی تک رجسٹرڈ نہیں ہوا - اگلی اشاعت میں خبروں کا صیغہ خاص طور پر ایزاد کیا جاتا ہے -
(ایڈیٹر -)

میرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت "تاریکی چشم دُھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ میرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ ۷ خالص میرہ فی ماشہ عسہ مصری سرمہ فی تولہ ہم محصول ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی میرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے ضرور بچنا چاہیئے۔

المشتہر وکیل سردار میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱۔ میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش ہر قسم جس کو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیاوی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے۔ اس لئے میں بلاشک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے میرے کا سرمہ ضروری ہے راقم ڈاکٹر۔ ڈی۔ ایم۔ بی۔ ایم سانگلی صاحب بہادر ایم۔ بی۔ ایم۔ ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت دیتا ہوں کہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریض مسماۃ اَمّ دیوی بعمرہ ۴۰ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑنے تھے اُس کی آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی رہتی تھیں اُن میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی میں فرق اس قدر آگیا تھا کہ سوئی میں دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورے کلی صحت پائی۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خاں ایل۔ ایم۔ ایس۔ اسسٹنٹ سرجن و پنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) میں نے میرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میا سنگھ نے تیار کیا ہے اُن مریضوں پر جنکی آنکھیں بہت کمزور اور بیمار تھیں استعمال کر کے دیکھا مفید پایا میری رائے میں خاصکر اُن مریضوں کے واسطے جنکی آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہے اور دُھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے۔ راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

(۴) میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضوں پر استعمال کیا میری رائے میں بینائی قائم رکھنے اور آنکھوں کی بیماریوں سے بچنے کے لئے میرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔ راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن و پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے تو اُس کو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے نیشنل بنک میں اسی مطلب کے لئے ماہ مارچ ۱۸۹۹ء میں جمع کیا گیا ہے